

کیا۔ یاد رہے کہ نواب مذکور امریکہ میں ختم نبوت کے بڑے معاون تھے ان کی دعوت پر وہاں بہت سارے لوگوں نے قادیانیت سے رجوع اور توبہ کیا۔ ایک دفعہ عبد المجید صاحب شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے پاس دو ساتھیوں عبدالغفور اور قاری حسین خان کو بیعت کروانے لائے تو شیخ الحدیث نے بیعت کرنے والے حضرات کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ عبد المجید تو ولی اللہ ہے اس سے بیعت کرنی چاہئے تھی قارئین اس سے مرحوم کی عظمت و کمال معلوم کر سکتے ہیں آج ہم اس دُڑ یکتا سے محروم ہو گئے۔

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کے بارے میں تاثرات: ایک مرتبہ احقر نے آپ سے دادا جان کی شخصیت کے بارے میں ان سے پوچھا تو فرمایا کہ وہ صاحب کشف انسان تھے جب ہم ان سے پڑھتے تھے تو ان کی درسگاہ میں یہ ضابطہ تھا کہ دوران درس کوئی سوال نہیں کر سکتا تھا ایک دفعہ میرے دل میں کوئی سوال آیا اور پھر میں نے اپنے دل میں ہی خود سے کہا کہ اگر میں سوال کروں گا تو ضابطہ کی خلاف ورزی ہوگی اور اگر نہ کروں تو درس کے اختتام پر بھول جاؤں گا اس پر شیخ الحدیث نے اسی وقت میری طرف دوران درس متوجہ ہو کر کہا کہ عبد المجید اس ضابطہ سے مستثنیٰ ہے۔ فرمایا کہ ایک دفعہ کھیرے کی کئی بوریاں کوئی زمیندار شیخ الحدیث کے پاس ہدیہ لایا تھا تو میرے دل میں آیا کہ ایک بوری مجھے بھی مل جائے تو گھر لے جاؤں گا لیکن اس بات کا اظہار حیا کی وجہ سے مشکل تھا لہذا بادلِ خواستہ اجازت لیکر جب دروازہ تک پہنچا تو مولانا صاحب نے مجھے واپس بلا کر کہا کہ اگر ایک بوری تم لے جاؤ تو خوب ہوگا۔ جب شیخ الحدیث حیات شیر پاؤ ہسپتال میں مرض وفات کے دوران داخل تھے تو عبد المجید صاحب نے آپ سے کسی مسئلہ کے بارہ میں استفسار فرمایا جس پر انہوں نے فرمایا کہ رائی العلیل علیل ”یعنی بیمار کی رائے بھی بیمار و کمزور ہوتی ہے۔“ ملاقات کے اختتام پر اجازت لیتے وقت خلاف عادت مصافحہ کے دوران انہوں نے میرے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں دیر تک روکے رکھے جس سے معلوم ہوا کہ شیخ الحدیث کا دنیا سے چل چلاؤ کا وقت آ گیا ہے میں نے (عبد المجید) اسی وقت اپنے ساتھیوں سے کہا کہ شیخ الحدیث نے مجھ سے ہمیشگی کی رخصت لے لی۔

لواحقین: افسوس مولانا عبد المجید صاحب بھی آج ہم سے ہمیشہ کیلئے رخصت ہو چکے ہیں۔ عمر کے آخری ایام میں کتاب کا مطالعہ کرتے وقت اکثر یہ شعر زبانِ پرجاری رہتا۔

دفتر تمام گشت و بہایاں رسید عمر

ماہمچنان دراول وصف نو ماندہ ایم

آپ کے لواحقین میں تین بیٹے جناب عبدالحلیم، جناب عبداللطیف، جناب عبدالرشید، اور تین بیٹیاں ہیں۔

حضرت مولانا محمد اکبر حقانیؒ عرف گنڈھیری مولانا صاحبؒ

گزشتہ کئی ماہ سے علمی دنیا گردشِ دوراں میں ہے، بلا تعطل ہر ہفتہ دس روز میں کوئی نہ کوئی عظیم علمی و روحانی سپوت رختِ سفر باندھ کر اہل اسلام کو داغِ فراق دے رہا ہے حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے علاماتِ قیامت میں گردانا ہے اللہ تعالیٰ امت کے حال پر رحم فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی ضمن میں ۲۳ فروری ۲۰۱۶ء بروز بدھ دارالعلوم حقانیہ کے ابتدائی دور کے ایک فاضل مولانا محمد اکبر صاحبؒ کی رحلت سے حقانی برادری کو کوہِ غم کا سامنا کرنا پڑا فلنصبر ولنحتسب اللہم وسع مدخلہ وبرد مضجعہ آپ نے پوری زندگی دین کی تبلیغ، نشر و اشاعت اور قال اللہ وقال الرسول ﷺ میں بسر کی۔ مادر علمی سے آخر عمر تک اپنی وابستگی نبھاتے رہے دارالعلوم کے ابتدائی دور میں چار سہ کے مختلف علاقوں میں اس کا تعارف اور صاحبِ ثروت لوگوں سے چندہ کے حصول میں بھی بھرپور خدمات انجام دیئے۔

ولادت، تعلیم، فراغت اور دینی خدمات: آپ تحصیلِ تنگی کے امیر آباد نامی دیہات میں الف نور صاحب کے ہاں پیدا ہوئے قومیت کے اعتبار سے اخونزادہ خٹک تھے پانچویں جماعت تک عصری تعلیم پانے کے بعد ان کے والد نے دینی تعلیم کے حصول کے لئے سہارنپور کے معروف مدرسہ مظاہر العلوم بھیجا جہاں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ اور دیگر اساطینِ علم کی تربیت میں رہنے کی سعادت حاصل کی، اس مدرسہ میں آپ کا نام مولانا الیاسؒ اور مولانا زکریاؒ نے ”اکبر نور“ کے بجائے محمد اکبر قرار دیا۔ بعد ازاں دارالعلوم دیوبند داخلہ لیا تقسیم ہند تک وہاں پڑھنے کے بعد پھر دارالعلوم حقانیہ کے قیام پر اکوڑہ خٹک پہنچ گئے ۱۹۵۲ء میں فارغ التحصیل ہو کر دستارِ فضیلت حاصل کی آپ فرماتے تھے کہ جب مولانا احتشام الحق تھانوی میری دستار بندی فرما رہے تھے تو شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ نے انہیں فرمایا کہ یہ ہمارا چھوٹا شاگرد ہے اس کے لئے دعا کیجئے جس پر تھانوی صاحب نے فرمایا کہ چھوٹا تو ہے مگر کھوٹا تو نہیں۔ آپ نے فراغت کے بعد تیرہ برس گل آباد کی مسجد، تیس برس پینپل مسجد اور دس سال تک محلہ اردگان کی مسجد میں امامت کے فرائض کیساتھ ساتھ درس و تدریس جاری رکھی۔ دارالعلوم ترنگ زئی میں بھی ایک عرصہ مصروف درس رہے، غرض پوری عمر دین کے نشر و اشاعت میں صرف کی گزشتہ ایک سال سے علالت کی وجہ سے درس و تدریس موقوف ہو گئی تھی اس سے قبل مسلسل دینی تعلیم کی خدمت میں مصروف عمل رہے۔ قومی تنازعات، خانگی جھگڑوں میں ہمیشہ تصفیہ اور مصلحانہ کردار کی وجہ سے علاقہ بھر میں نمایاں مقام کے حامل رہے، سادگی اور تواضع کی بنیاد پر آخر عمر تک سائیکل ہی پر سواری کو ترجیح دیتے رہے۔